

امام احمد رضا بریلوی

اپنوں اور غیروں کی نظریں

محمد عبید اللہ خان

انجمن رضا مصطفیٰ، چاہ میران لاہور

- رسالہ ————— امام احمد رضا بریلوی اپنوں اور سیکانوں کی نظر میں  
تالیف ————— محمد عبدالحکیم شرف قادری  
کتابت ————— مولانا شاہ محمد حشمتی انصاری قصور، فون ۳۱۲۲  
پروف ریڈنگ ————— مولانا بشیر احمد سدیدی  
مطبع ————— { محمود ریاض پرنٹرز لاہور }  
بار اول ————— صفر المظفر ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۵ء  
ناشر —————

ملنے کا پتا

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لوہاری منڈی لاہور ۵  
رضا پبلی کیشنز، مین بازار داتا دربار لاہور



ان دنوں چار صفحے کا ایک پمفلٹ ”عقائد جماعت بریلویہ رضویہ“ بریلی  
تعداد میں ملک بھر میں تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں غلط بیانی اور دروغ گوئی  
سے کام لیتے ہوئے علمائے اہل سنت پر کچھ اچھالتے کی کوشش کی گئی ہے  
یہ اشتعال انگیز کارروائی عین اس وقت کی جا رہی ہے جبکہ داخلی اور خارجی  
سازشوں کے ذریعے ملک پاک کے امن و سکون کو درہم برہم کرنے کی مذموم  
کوششیں جاری ہیں۔ اس قسم کے لٹریچر سے امن و امان کی صورت حال بحال  
کرنے میں قطعاً مدد نہیں مل سکتی اور نہ ہی اسے ملکی سلامتی کے لئے نیک فال  
قرار دیا جاسکتا ہے۔

بعض ارباب علم و دانش کے نزدیک اس قسم کے بیڑہ پروپیگنڈے  
کو نظر انداز کر دیا جلتے ہے جبکہ بعض احباب کی رائے یہ ہے کہ حقیقت حال کا  
اظہار ضروری ہے تاکہ سادہ لوح مسلمان کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ آئندہ طور پر  
مختصر طور پر ان اہتانات کے چہرے سے نقاب ہٹایا جاتا ہے۔

① ایک حدیث کا ترجمہ نقل کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے  
تین رجال پیدا ہوں گے جن میں سے ”السیلہ“، ”العنسی“ اور ”الختار“ ہیں۔  
ادھر (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کا ایک نام ”الختار“ ہے۔ ہم رضا خانیوں سے  
گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بتادیں کہ ان کے نزدیک اس حدیث میں ”الختار“ سے مراد  
کون ہے؟ (پمفلٹ)

تعجب ہے کہ جن لوگوں کے نزدیک غیب کا علم کبھی نبی کو دیا گیا اور نہ ولی کو



(دیکھتے تقویۃ الامیان) انہیں یہ حدیث پیش کرتے ہوئے یہ بھی احساس نہ ہوا کہ یہ حدیث تو ہمارے عقیدے ہی کے خلاف ہے، اس میں تو انہوں نے غیب کی خبر دی ہے اب، کیا اس سے پہلے کسی محدث یا دیوبندی عالم نے یہ بیان کیا ہے کہ المختار سے مراد امام احمد رضا بریلوی ہیں اور اگر نہیں تو آپ کو دین میں یہ نئی بدعت نکالنے کی کس نے اجازت دی ہے؟

(ج) قیامت سے پہلے وہ جالوں کے ظہور کے بارے میں امام سلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں كَلِمَاتٍ عَزِيزَةٍ اَنْتَ تَجِي ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہو گا کہ وہ نبی ہے۔ امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام ابن حبان کی روایت میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا گمان ہو گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، المختار سے مراد امام احمد رضا بریلوی لینے والے بھی جانتے ہیں کہ امام اہل سنت کا برق بار قلم ہمیشہ ان لوگوں کے تعاقب میں رہا جو قصہ نبوت میں لقب لگانا چاہتے تھے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے تابعین، یا وہ ختم نبوت کا ایسا معنی بیان کرتے تھے جس کے اعتبار سے کسی نئے نبی کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:-

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

(تجذیر الکس، کتب خانہ امدادیہ، دیوبند، ص ۲۴)

لہذا کہنے دیجئے کہ امام احمد رضا بریلوی کو دجال المختار کا مصداق قرار دینا حدیث پاک کی کھلی ہوئی تحریف ہے۔

یہ بھی پیش نظر رہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا ایک عقیدت مند پہلے خواب میں درپیش جاری میں لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور درود

اللہ اعلم بالصواب اللہ صلی علی سیدنا ونبینا واولیائنا مولانا نے اپنے مکتوب میں لکھا کہ زبان میرے قابو میں نہیں ہے بجا ہے کہ جواب میں اسے توبہ واستغفار کی تلقین کی جاتی، تھانوی صاحب اسے

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ اللہ الے قبیح سنت ہے۔“

(الامداد، ماہ صفر ۱۳۳۲ھ، امداد المطابع مخزنہ بھون ص ۳۵)

الذاکبر! اس کے باوجود انہیں اصرار رہا کہ حدیث شریف میں جس المختار کا ذکر ہے اُس سے مراد احمد رضا خان ہیں، کیا اس لئے کہ ان کے صفحات قلم امیر المؤمنین علی مرتضیٰ قادیانی، السور والحقاب، حجاز اللہ عدوہ وغیرہ رسائل و کتب نے منیٰ لعین ختم نبوت کے یوانوں میں زلزلہ بپا کر رکھا ہے؟ علامہ محمد بن عبدالعزیز زرقانی مابکی، امام ابو یعلیٰ کی اس روایت نقل کرنے کے بعد مسکند آداب، اسود عیسیٰ وغیرہ کے ظہور کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

ثم كان اول من خرج بعد هذا المختار

بن ابي عبيد الشقفي..... ثم سار له الشيطان

فادعى النبوة ومنه عدا حبيبيل ياتيه۔

(شرح المواهب اللدنیہ، مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ، ج ۴ ص ۲۶۵)

”پھر ان کے بعد پہلا شخص مختار بن ابي عبدیٰ شقفی تھا، شیطان نے اسے ہمنام دے دیا تو اُس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ میرے پاس جبریل امین آتے ہیں۔“

حضرت اسماعیل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حجاج بن یوسف



کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک خوشخوار کذاب تو ہم دیکھ چکے، جہاں تک خوشخوار کا تعلق ہے تو میری رائے میں وہ تم ہی ہو۔ اسلام شریعت عربی، مکتبہ شریعت دہلی، ج ۲ ص ۳۱۲ امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:-

”حضرت اسماء کا یہ فرمان کہ کذاب تو ہم دیکھ چکے، اس سے اُن کی مراد المختار بن ابی عبیدہ ثقیفی ہے، وہ سخت جھوٹا تھا، اس کا بدترین بھوٹ، اس کا یہ دعوے تھا کہ جبریل امین علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس جگہ کذاب سے مراد المختار بن ابی عبیدہ اور ربیعہ (خوشخوار) سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔“

(شرح مسلم، ج ۲، ص ۳۱۲)

(۲) کہتے ہیں امام احمد رضا خاں صاحب کارنگ بہت سیاب تھا اور خالصتاً کے مخالفین ان کو اس رو سیاہی پر عار دلایا کرتے تھے۔ مانو ابرو چھٹا (پمفلٹ) جن لوگوں کے دل عشق رسالت سے محرومیت کے سبب سیاہ ہو چکے تھے انہی رنگاہوں کا اندھیل تھا جسے انہوں نے امام احمد رضا بریلوی کے رنگ کی سیاہی سے تعبیر کر لیا۔ ڈاکٹر عابد احمد علی، سابق مہتمم بیت القرآن، پنجاب پبلک لائبریری، لاہور، اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں:-

”حضرت والا (امام احمد رضا بریلوی) بلند قامت، خوبصورت اور سرخ و سفید رنگ کے مالک تھے، ڈاکھی اس وقت سفید ہو چکی تھی مگر نہایت خوبصورت تھی۔“

(مقالات پریم رضا، رضا اکیڈمی، لاہور، ج ۳ ص ۸۸) مشہور ادیب اور نقاد نیا ز فخری نے آپ کی زیارت کی تھی، وہ لکھتے ہیں:-

”اُن کا نورِ علم ان کے چہرے بشرے سے ہویا تھا، فروتنی خاکساری

۱۰۰۰ء ان کے دسے زریبا سے ہیرت انگیز حد تک خوب ظاہر ہوتا تھا۔“

(پروفیسر محمد سعید احمد، اختتامیہ خیابانِ صراطِ طبع لاہور، ص ۱)

۱۰۰۰ء کے اس حادثے کے لئے بدنام زمانہ کتاب البریلویہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے ان لوگوں کا طواریا تہ نہ دیا گیا ہے اور جو اہل علم کے ہاں کسی وقت نہ لکھا گیا ہے۔ البریلویہ کا جواب اندھیرے سے اگلے تک کے نام سے ہے۔

(۳) احمد رضا خاں نے وفات سے ۲ گھنٹے ۲ منٹ پہلے یہ وصیت کی کہ تم سب کے لئے اتفاق سے رہو اور حقیقی مکان (حقیقی الاسکان) اشیاء شریعت نہ چھوڑو (نہ چھوڑو) اور میرا دین جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ اہم فرض ہے۔ (وصایا شریعت ص ۳) (پمفلٹ)

اس وصیت پر کیا اعتراض ہے؟ اس کا کوئی تذکرہ نہیں، دراصل یہ نامی کا ہے۔ دین نام ہے اسلامی عقائد کا، امام احمد رضا بریلوی نے اپنی کتابوں میں عقائد کا بیان کیا ہے وہ وہی عقائد ہیں جو چودہ سو سال سے امت مسلمہ کے عقائد ہیں ان اسلامی عقائد پر قائم رہنا بہر حال ضروری ہے، جبر و اکراہ کے تحت بھی تصدیق قلبی کا برقرار رہنا ضروری ہے شریعت عملی احکام کو کہتے ہیں کہ عبادت عمل کیا جائے گا لا یکلف لکھ نفساً الا وسعها (البقرہ، الآیہ ۲۸)

(۱۱) عبادت (نقل کفر نہایت)

نہایت ضروری ہے۔ (پمفلٹ)

معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی بصیرت کی طرح بصارت بھی زائل ہو چکی ہے۔ ۱۰۰۰ء کے حادثے کے لئے امام احمد رضا بریلوی نے جو عقیدہ نقل کیا ہے وہ ان کے عقائد کا ہے انہوں نے فرمایا: ”وہابی ایسے کوفہ کہتا ہے“







بروحدت اور رابع عبد القادر  
انجام دے آغاز رسالت باشد  
ایک شاہد و دو سابع عبد القادر  
ایک گوہر تاج عبد القادر  
اعدائے بخشش مدینہ پلٹنگ کمپنی، کراچی، ج ۲ ص ۲۴  
اس رباعی میں حضرت محبوب جانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے نام نامی عبد القادر کے لطائف کی طرف اشارہ ہے جس کا چوتھا اور ساتواں  
حرف الف ہے اور آخری حرف راء ہے، اسی حرف کے انجام سے تعبیر کیا ہے  
(ترجمہ رباعی) (۱)، اللہ تعالیٰ کی وحدت پر ایک شاہد عبد القادر کا چوتھا حرف  
(الف) اور دوسرا شاہد ساتواں حرف (الف) ہے۔  
(۲) اس نام مبارک کا آخری حرف (راء) لفظ رسالت کا پہلا حرف ہے یہ  
کہو کہ بینکات عبد القادر (نام) کے تابع ہیں (اور اس سے مستفاد ہیں)  
یوں بھی یہ تحقیقت ہے کہ مقام ولایت کی جہاں انتہا ہے وہاں سے مقام نبوت و  
رسالت کی ابتداء ہے پس سچ ہے کہ

چوں ندیدہ تحقیقت رہ افسانہ زودند  
نبوت کا کھلا ہوا دروازہ دیکھنا جو تو تھویرا لکس کا مطالعہ کیجئے جس کی ایک  
عبارت اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

(۶) انبیاء علیہم السلام مزارات میں عورتوں سے صحبت کرتے ہیں۔  
انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے  
ساتھ شب بانشی فرماتے ہیں (نمود باللہ) اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوگی (ایفٹ ۱)  
(ملفوظات حصہ سوم ص ۲۷، حامد ایڈٹنگ کمپنی، اردو بازار، لاہور)  
اس جگہ چند امور قابل توجہ ہیں:-

۱۔ علم مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ نقل کرنے والے کسی بات کا ذمہ دار نہیں ہوتا، اس سے

۱۱  
ہر حال میں کتاب ہے کہ اس کا حوالہ اور ثبوت کیا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی  
نے اس بات میں کسی جگہ حضرت علامہ محمد عبد الباقی زرقانی شایع مواہب لدنیہ  
کا حوالہ دیا ہے کہ یہ بات علامہ ابن عقیل حنبلی سے نقل کی ہے ملاحظہ  
فرمائیے زرقانی (مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ) ج ۶ ص ۱۹۶، اس ثبوت کے بعد  
حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی کی ذمہ داری نہیں رہتی۔

۱۱  
انبیاء علیہم السلام مزارات میں عورتوں سے صحبت کرتے ہیں خود ساختہ  
امام احمد رضا بریلوی کی طرف منسوب کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے،  
ملاحظہ فرمائیے کہ اس کے ازواج مطہرات کی نسبت ہے مطلقاً عورتوں کے بارے  
میں ہے، انہوں نے ہرگز نقل نہیں کیا کہ ”عورتوں سے صحبت کرتے ہیں“  
وہ ان سے شب بانشی فرماتے ہیں، اور شب بانشی کا معنی رات  
کے وقت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی، محمد امجد دریا بادی کے نام ایک مکتوب  
میں لکھتے ہیں کہ عورتوں سے صحبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

عورت و چیزوں میں عدل واجب ہے۔۔۔۔۔ ایک شب بانشی  
میں اختیار ہے کہ مضامین (ایک جگہ لیٹینا) ہو یا نہ ہو، مباحثت  
عمل و حقیقت ہو یا نہ ہو، دوسری چیز الفاق۔

(حکیم الامت، محمد امجد دریا بادی، ص ۱۷۴)  
اس عبارت نے یہ بات صاف کر دی کہ شب بانشی کا معنی ایک جگہ  
کا ذکر ہے کہ علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس کے لئے عمل و حقیقت ضروری نہیں۔  
حکیم شریف میں ہے:

وَأَيُّكُمْ يَطْعَمُ مِنْ رِزْقِي وَيَسْقِي مِنْ رِزْقِي  
اسلم شریف عربی، مطبع رشیدیہ، دہلی، ج ۳ ص ۳۵  
میں سے میری ش کون ہے؟ میں نے ان کو دیا ہے کہ میرا رب مجھے کھانا پلانے ہے۔



۲۔ حیاتِ انبیاء علیہم السلام بعد از وصال کا مسئلہ علامہ دیوبند کے نزدیک بھی مسلم ہے، المہند جس پر دیوبندی تحریک فکر کے چوبیس بڑے بڑے علماء کے دستخط ہیں اس میں لکھتے ہیں :-

”ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا تکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ — برزخی نہیں ہے جو حائل ہے تمام کائناتوں بلکہ سب آدمیوں کو“

(المہند، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ص ۱۳)

غور کیجئے جب انبیاء کرام علیہم السلام دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور دنیاوی زندگی میں اہمات المؤمنین سے ملاقات فرماتے رہے اور جنت میں بھی ملاقات فرمائیں گے تو اگر ابنِ عقیل جناب نے عالم برزخ میں ملاقات کا ذکر کر دیا تو اس میں گستاخی کا کونسا پہلو ہے جب کہ عالم برزخ میں بھی آپ کی زندگی دنیا کی سی ہے۔

۴۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے سوانح نگار عزیز الحسن اشرف السوانح میں تھانوی صاحب کے برادرِ محمد فرید صاحب کی ڈاکوؤں سے متاثرہ کرتے ہوئے وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا، شب کے وقت اپنے گھر میں زندہ تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لاکر دی اور فرمایا اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اس طرح سے روزِ آیا کریں گے لیکن ان کے گھر کے لوگوں کو انا لیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں اس لئے ظاہر نہ کیا اور آپ تشریف نہیں لائے یہ واقعہ قائدان میں مشہور ہے“

(اشرف السوانح، کتب خانہ اشرفیہ، دہلی، ج ۱، ص ۱۲)

تھانوی صاحب کے پردادا کی یہ کرامت اور یہ تصرف کرامتوں نے وفات کے بعد عالم برزخ سے عالم دنیا کا فاصلہ طے کر کے صرف اپنی بیوی سے ملاقات کی بلکہ مٹھائی بھی کھلائی، پھر یہ خواب کا معاملہ نہیں بلکہ حقیقی جاگتی آنکھوں کے سامنے کا واقعہ ہے، یہ تو سب سلیم مگر انبیاء کرام کی عالم برزخ ہی میں ازواجِ مطہرات سے ملاقات قابلِ تسلیم نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے :

”نوذ بالہ! اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوگی“

تھانوی صاحب کے پردادا کی اپنی بیوی سے ملاقات کا تذکرہ تو اور بھی بڑی گستاخی ہوگی کیونکہ ان کے لئے ایک جہان سے دوسرے جہان میں اگر ملاقات ثابت کی جا رہی ہے، پھر اشرف السوانح کے مرتب کو یہ الزام کیوں نہیں دیا جاتا کہ اس نے اتنی بڑی گستاخی کیوں کی؟

(۷) حضور اشکارسای کے روپ میں آئے تھے،

احمد یار خاں نے جارا الحقؑ پر لکھا ہے، حضور نے فرمایا : میں تمہاری طرف سے ہوں یعنی بشر ہوں، شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے، اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔ (میفٹ)

جناب مفتی صاحب یہ بیان فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ جَاءَ كُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (الآیۃ) میں نور کا مصداق میں محبوب رب العالمین ہیں، امام الانبیاء والمرسلین ہیں اس عظمت و جلالت کے وجود فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الآیۃ) اس میں محنت یہ بھی کہ کفار اور مشرکین کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود تھا تاکہ وہ قریب آئیں اور دولتِ ایمان سے مشرف ہوں۔

حزرت رومی فرماتے ہیں :-

ذاتِ سلب فرمود خود را منہ گم تا بگرد آید و کم گردند گم

اس حقیقت کو بیان کر کے لئے ایک مثال بیان کی کہ شکاری جانوروں کی سی آواز نکالنا ہے، اس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ شکار قریب آجائے،



مثال کے بیان سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔  
مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے لئے مثال دی جا رہی ہے مثال اس  
عین ہے اور ہو ہوا اس پر صادق آتی ہے مفتی صاحب کا مقصد صرف اس  
حقیقت کو مثال سے واضح کرنا ہے کہ کسی کو قریب کرنے کے لئے اس جیسی  
آواز نکالی جاتی ہے۔ انہوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے  
شکری کا لفظ قطعاً استعمال نہیں کیا۔

شاید بعض لوگوں کو یہ مطلب سمجھ نہ آئے اس لئے ایک مثال کے  
ذریعے سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ کسی نے مولوی محمد قاسم  
ناٹوٹی صاحب سے وعظ کہنے کی درخواست کی اور اصرار کیا اس کے جواب  
میں انہوں نے کہا :-

”وعظ ہم لوگوں کا کام نہیں اور نہ ہمارا وعظ کچھ موثر ہو سکتا ہے  
وعظ کا کام تقاضا مولانا امجد علی صاحب شہید کا اور انہی کا وعظ موثر  
بھی تھا۔ دیکھو اگر کسی کو پاخانہ پیشاب کی حاجت ہو تو اس کے قلب  
میں اس وقت تک بے چینی رہتی ہے جب تک وہ ان سے فراغت  
حاصل نہ کر لے اور اگر وہ کسی سے باتوں میں بھی مشغول ہوتا ہے یا  
کسی ضروری کام میں لگا ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کے قلب  
میں پاخانہ پیشاب ہی کا تقاضا ہوتا ہے اور طبیعت اس کی اس طرف  
متوجہ ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلد سے جلد اس کام سے فراغت  
پاکر تقاضے حاجت کے لئے جاؤں۔

سو واعظ کی طبیعت وعظ اور اس کے وعظ کی تاثیر کے لئے  
کم از کم اتنا تقاضا ہے ہدایت تو ضرور ہونا چاہئے جتنا کہ پاخانہ پیشاب کا  
اگر انہی نہ ہو تو واعظ وعظ کا اہل ہے اور نہ اس کا وعظ موثر ہو سکتا  
ہے ہم لوگوں کے قلوب میں ہدایت کا اتنا تقاضا بھی نہیں جتنا کہ پاخانہ

پیشاب کا اس لئے نہ ہم وعظ کے اہل ہیں اور نہ ہمارا وعظ موثر ہو سکتا ہے۔  
اس یہ تقاضا مولوی امجد علی صاحب کے دل میں پورے طور پر موجود تھا  
اور جب تک وہ ہدایت نہ کر لیتے تھے ان کو چہن نہ آتا تھا۔“

(ارواح ثلاثہ حکایات اولیاء دارالانشاعت کراچی، ۲۵۲)

اب اگر کوئی مستمظر یہ کہہ دے کہ ناٹوٹی صاحب نے دہلوی صاحب کے وعظ  
کا ذکر کو تقاضے حاجت قرار دیا ہے تو کیا کوئی دیوبندی اسے تسلیم کر لے گا؟ مقصد صرف یہ  
اس کے لئے کہ مثال کو بعینہً مثل لے جس کی مثال دی گئی ہے، پرچہ پا کر دیکھنا نہیں ہے۔  
حضرت عائشہ کی شان میں بدترتیب گستاخی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے احمد رضا خاں صاحب  
حدائق بخشش ص ۳۳ پر رقمطراز ہیں :-

تنگ چیت ان کا لباس اور وہ جون کا اہل  
سکی جاتی ہے قب سے کمر تک لیکن  
یہ پھٹا پڑتا ہے جون میرے دل کی صورت  
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سبند و بر

توبہ، لغو باللہ یہ گستاخ عاشق کہلاتے ہیں خدا را غور کریں۔ (مفہمٹ)  
ناظرین کرام! اس پر ایک لطیفہ سن لیں۔ ایک شخص کے سر پر شاعری کا جھوٹا ہوا  
تو اس نے یہ لاجواب شعر کہا :-

چرخوش گفت سعدی در زبانی

کہ عشق نود اول ولے افتاد شکلا !

اسے یہ فکر نہیں تھی کہ دونوں مصرعوں کا وزن بھی صحیح ہوا ہے یا نہیں اور یہ تو اسے خبر  
ہی نہ تھی کہ زبانی مولانا جامی کی تصنیف ہے اور دوسرا مصرع حافظ شیرازی کا ہے۔ اس نے  
دونوں چیزیں شیخ سعدی کے کہنے میں ڈال دیں اور اس پر خوش کہنا شروع کر دیا۔  
بس یہی حال معترضین کا ہے، انہیں یہ علم ہی نہیں کہ حدائق بخشش ص ۳۳ امام احمد رضا بریلوی



کی تصنیف یا ترتیب نہیں اور نہ ہی ان کی زندگی میں شائع ہوا، یہ حصہ مولانا محبوب علی نے ترتیب دیا اور امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے دو سال بعد شائع کیا۔ مولانا محبوب علی خاں نے ابتدائی حصہ پر ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کی تاریخ کی ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کا وصال ۳۴۰ھ ماہ صفر میں ہو چکا تھا۔  
مولانا محبوب علی خاں صاحب کتب سے حصہ کی ترتیب و اشاعت میں واضح طور پر چند فروگزشتیں ہوئیں۔

(۱) انہوں نے اس حصہ کا نام حدائق بخشش حصہ سوم رکھا، صرف یہی نہیں بلکہ تائیل ۳۲۵ھ کا سن بھی درج کر دیا حالانکہ حدائق بخشش صرف پہلے اصل دو حصوں کا تاریخی نام تھا جو ۳۲۵ھ میں شائع ہوئے تیسرا حصہ تو ۱۳۴۲ھ بلکہ اس کے بھی بعد شائع ہوا۔  
(۲) انہوں نے مسودہ ناچھوٹیم پریس ناچھوٹ کے پیر کر دیا، پریس والوں نے خود ہی کتب کرواتا اور خود ہی چھاپ دیا، مولانا نے اس کے پروف بھی نہیں پڑھے، کاتب نے انہیں یا نادانہ چند اشعار جو بالکل الگ تھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کہے گئے اشعار کے ساتھ ملا کر لکھ دئے۔

ان غلطیوں کا خمیازہ انہیں یوں بھگتنا پڑا کہ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی نے بمبئی کے ایک مہنت روزہ میں ایک مراسلہ شائع کر دیا اور مولانا محبوب علی خاں کو اس غلطی کی طرف متوجہ کیا۔

دوسری طرف دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے شد و مد کے ساتھ یہ ہم جلدائی گئی کہ مولانا محبوب علی خاں نے حضرت ام المؤمنین کی شان میں گستاخی کی ہے اس لئے انہیں بمبئی کی جامع مسجد سے برطرف کیا جائے۔

ادھر مولانا محبوب علی خاں کی صاف دلی اور پاک نفسی دیکھتے کہ جو کچھ ہوا اُس میں ان کے قصد و ارادہ کا کوئی اُٹل نہ تھا، تمام تر غلطی کاتب اور پریس والوں کی تھی، اس کے باوجود انہوں نے رسالہ سستی لکھنا اور روزنامہ انقلاب میں اپنا توبہ نامہ چھپوایا اور کاتبانی توبہ بھی کی، اعلان توبہ ملاحظہ ہو۔

حدائق بخشش حصہ سوم ۳۴۵ھ میں بے ترتیبی سے اشعار شائع ہو گئے تھے اس غلطی سے بارہا فقیر اپنی توبہ شائع کر چکا ہے، خدا اور رسول جل جلالہ سے اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی توبہ قبول فرمائیں، آمین ثم آمین اور سستی مسلمان بھائی خدا اور رسول کے لئے معاف فرمائیں، جل جلالہ، وحی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم۔

(فیصلہ شریعہ قرآنیہ ص ۳۲-۳۱)

اس تفصیل سے حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی پر گستاخی کا الزام کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ یہ سراسر بہتان ہے۔ اس حقیقت پر اس سے بڑی شہادت اور کیا ہو گی کہ تیسرا حصہ چھپنے کے بعد مخالفت ایسپ کی طرف سے تمام تر اعتراضات کی بوچھاڑ مولانا محبوب علی خاں پر تھی جو تیسرے حصہ کے مرتب تھے۔ کسی ایک دیوبندی عالم نے بھی گستاخی کا الزام اعلیٰ حضرت پر نہ لگایا لہذا کہنے دیجئے کہ آج اعلیٰ حضرت پر گستاخی کا الزام لگانے والا فتنہ پرور اور افتزار پرور ہے تفصیل کے لئے دیجئے فیصلہ مقدمہ مطبوعہ مرکزی مجلس صفا، لاہور۔  
در اصل اعلیٰ حضرت بریلوی نے صراط مستقیم تقویۃ الایمان، الخذیر النکاح حفظ الایمان اور براہین قاطعہ وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات کا جو سخت مجاہد کیا تھا ان عبارات سے توبہ کرنے کی بجائے جوابی کارروائی کے طور پر ان کے خلاف گستاخ ہونے کا بے بنیاد پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔

صراط مستقیم میں صاف لکھ دیا کہ :

”اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتاں ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔“

محمد امین دہلوی، صراط مستقیم اردو مطبوعہ کہ اچھی ص ۱۳۱



حفظ الایمان میں یہاں تک لکھ دیا :-

” پھر آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صبیح چوتھ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔“

محمد اشرف علی تھانوی، حفظ الایمان، مکتبۃ انوار دیوبند، ص ۵۵

براہین قاطعہ میں ہے :-

”الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے؟ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔“

(براہین قاطعہ، مکتبۃ امدادیہ، دیوبند، ص ۵۵)

یہ اور اس قسم کی دیگر عبارات پر امام احمد رضا بریلوی نے گرفت کی اور رجوع اور توبہ کا مطالبہ کیا، یہی وہ جرم تھا جس کی بنا پر آئے دن ان پر بے بنیاد الزام لگاتے جاتے ہیں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو دعوتِ نبویؐ ترتیب مولانا الحاج محمد منشا تالش قصوری جس میں اصل کتابوں کے صفحات کے عکس دئے گئے ہیں۔

اب ذرا دل مقام کر چشمِ حیرت سے درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں

تھانوی صاحب اپنے ایک مکتوب المذنبہ میں لکھتے ہیں :-

” ایک ذاکر صالح کو مکتوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ

آئے والی ہیں، میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا (کہ کم سن بیوی لے گی) اس مناسبت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تھا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔“ (محمد اشرف علی تھانوی، المخطوب المذنبہ، ص ۵۵)

یہ خواب تھانوی صاحب کی دوسری بیوی کی آمد سے پہلے کا ہے جو ان کی شاگرد بھی تھیں، ان کی آمد کے بعد کا خواب بھی ملاحظہ کیجئے، تھانوی صاحب کے انتہائی عقیدت مند عبد الماجد دریابادی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :-

”پرسوں شب گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا، دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں، وہیں جناب (تھانوی صاحب) کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں انہوں نے دریافت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھو گی؟ انہوں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا ضرور! اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں، اب یہ بڑے غور سے انکی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت شکل، وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے، یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں؟ اتنے میں پھر کسی نے کہا نہیں یہ حضور کی بہو ہیں۔ اب یہ اپنے دل میں اور بھی حیرت کر رہی ہیں کہ حضور کے تو کوئی صاحبزادہ ہی نہ تھے تو بہو کیسے؟ اتنے میں پھر آواز آئی کہ ہر کلمہ گو حضور کی اولاد ہے اور مولانا اشرف علی صاحب بزرگ تو خاص الخاص اولادِ حضور ہیں، ان کی بیوی حضور کی بہو کہلائی گی۔“

(عبد الماجد دریابادی، حکیم الامت (شیخ محمد بن لاہور، ص ۹-۵۴۸)



تھا تو ہی صاحب اس مکتوب کے جواب میں لکھتے ہیں :-  
"کسی کا حضرت عائشہ کنا اشارہ ہے وراثت فی بعض الادب"

(الاصناف) کی طرف :-  
(ایضاً ص ۵۴۹)

ان دو خوابوں کے ساتھ ساتھ ایک تیسرا خواب بھی پیش نظر رہے جس کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے کہ تھا تو ہی صاحب کا ایک مرید تھا تو ہی صاحب کا کلمہ پڑھتا ہے، تھا تو ہی صاحب پر براہ راست درود بھیجتا ہے اور تھا تو ہی صاحب اسے لکھتے ہیں :-

"اس میں تسلی تھی کہ اس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بھونم  
تعالے شیعہ سنت ہے :-

(الامداد صفحہ ۳۶ ۱۳۱ھ، ص ۳۵)

اب ذرا ایک لمحہ کے لئے رک کر خوابوں کے اس تسلسل پر غور کیجئے کہ پہلی خواب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد کی خبر سے تھا تو ہی صاحب کا ذہن فوراً دوسری بیوی کی طرف جاتا ہے دوسرے خواب دوسری بیوی کو عائشہ صدیقہ کہا گیا پھر مرید، تھا تو ہی صاحب کا کلمہ پڑھتا ہے، آخر یہ کس منزل کی طرف پیش قدمی ہے؟ اور ایسی خوابوں کا شائع کرنا اور ان پر مہر تصدیق ثبت کرنا کیا حضرت ام المؤمنین کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی یوں سرزنش فرماتے ہیں :-

واقعہ ڈھالیں ماں کا آنا      زن کا ذہن لڑکتے یہ ہیں  
جن پر لکھوں مائیں تصدق      تعمیر ان کی بناتے یہ ہیں  
وہ تو مسلمانوں کی ماں ہیں      کہ اسلام رکھتے یہ ہیں

(الاستمداد، مکتبہ نبویہ، لاہور، ص ۸۵)

۹ ہر ولی مرید کی مٹی کے قطرے محل میں گرتے دیکھنا ہے ۔  
ولی کامل کی شان بیان کرتے ہوئے نجم الرحمن بحوالہ صاعقۃ الرحمن ۵

پر لکھا ہے :-

"کسی عورت کی شرمگاہ میں کوئی لطف قرار نہیں پکڑتا مگر وہ کامل  
اس کو دیکھ رہا ہوتا ہے :-

نیز اعلیٰ حضرت نے ملفوظات حصہ ۲ ص ۴۹ پر ذکر کیا ہے کہ سید احمد عباسی  
بہ بیوی سے ہمبستری کر رہے تھے تو سیدی عبدالعزیز دباغ ان کے پاس غالی پتنگ  
پر حاضر تھے اور فرمایا کہ کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر ان ساتھ ہے :-

(پفلٹ)

ہمارے سامنے حضرت علامہ مولانا غلام محمد قدس سرہ، پپلاں، ضلع  
میانوالی کی تصنیف لطیف نجم الرحمن (مطبوعہ نوری کتب خانہ، لاہور) موجود ہے  
اس کے صفحہ ۵۵ پر پوری کتاب میں یہ عبارت نہیں ہے لہذا اس غلط بیانی کا جواب  
دینے کی ضرورت نہیں ہے، پھر اس دروغ بانی کا کیا علاج کہ سرخی جھائی جا رہی ہے  
کہ "ہر ولی مرید کی ان" پر نقل کردہ دونوں عبارتوں میں سے کسی میں یہ نہیں ہے  
کہ ہر ولی دیکھنا ہے۔ یاد رکھئے کہ جھوٹے پروپیگنڈے سے کسی قوم کو حقیقی مرید ہی حاصل  
نہیں ہو سکتی۔

ملفوظات کی نقل کردہ عبارت میں امام احمد رضا بریلوی اس کے ناقل  
ہیں اور ناقل کی ذمہ داری یہ ہے کہ حوالہ دکھا دے چنانچہ یہ واقعہ حضرت علامہ  
احمد بن مبارک نے الابیز عربی (مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر) کے صفحہ ۳ پر نقل کیا ہے۔  
اس کے علاوہ یہ کشف کا معاملہ ہے اور معتزلہ اگرچہ اولیاء کاملین کیلئے  
کشف کے معنی میں مگر اہل سنت اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء  
کے لئے بیشمار اشیاء کو منکشف فرمادیتا ہے اور بسا اوقات ان کے قصد و ارادہ  
کا دخل نہیں ہوتا۔



قاضی ثناء اللہ بانی پتی، ارشاد باری تعالیٰ و کذلک مشہور ہے۔

مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (الآیۃ) کی تفسیر میں ایک حدیث مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت سماء و الارض عطا فرمایا تو وہ ہلاک ہو گیا پھر دوسرے شخص کو اسی حالت میں دیا گیا وہ بھی ہلاک ہو گیا پھر تیسرے شخص کو دیکھا اور اس کے خلاف ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا ابراہیم! تم سب کا اللہ تعالیٰ کے بندوں کے خلاف دعا کرو۔

(تفسیر مظہری عربی، مذودہ المصنفین، دہلی ۲۰۰۰ء)  
انصاف سے بتائیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیا حکایت  
امیر شاہ خان صاحب کی یہ حکایت بھی شہرِ عبرت سے پڑھئے۔

”شاہ ولی اللہ صاحب جب بطنِ مادر میں تھے تو ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن خواجہ قطب الدین بنیاد گالی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ارادہ رکھتے تھے کہ بہت تیز تھا، خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے، اس کا نام قطب رکھنا۔“ (حکایات اولیاء، دارالاشاعت، کراچی ۱۳۵۷ھ)

اسی کتاب میں نانوتوی صاحب کے حوالے سے شاعرانہ عبارت ہے کہ مرید عبداللہ خان کے بارے میں لکھا ہے :-

”ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہونا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا۔“

(حکایات اولیاء، ص ۲۰۰)

ہاں سے کہتے کہ جن لوگوں کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم نہیں دیا گیا وہ کس طرح ان حکایات کو لک لک کر بیان کر رہے ہیں؟ اور شاہ ولی اللہ صاحب اور عبداللہ خان صاحب کی کرامت جو بیان کر رہے ہیں ان کو غوث زمانہ سیدی عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کشف و کرامت سے حالانکہ ان کا مقصد ایک غیر شرعی عمل سے منع کرنا تھا، اظہار کشف و کرامت ہے اور عبداللہ خان صاحب کے عورتوں کے رجموں میں جھانک کر لڑکا کا علم کرنے پر مغرور کیوں نہیں ہوتے؟ پھر یہ عمل ایک آدھ مرتبہ کا نہ تھا بلکہ روز بروز کرتے تھے، کے الفاظ تو تسلسل اور تواتر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(۱۰) علامہ میر عورت کی شرمگاہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

علامہ فاضل بریلوی نے فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۵-۷۶ پر فرمایا :  
”اگر میں بیگانہ عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑے جب بھی نماز و وضو میں کوئی غفلت نہ آئے اور اسے ایسا کرے تو مکروہ ضرور ہے، نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (مغلط)  
اس جھوٹ اور فریب کاری کو بے نقاب کرنے کے لئے اصل عبارت  
یہ ہے، امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :-

”نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑے جب بھی نماز و وضو میں غفلت نہیں مگر عورت کی مائیں بیٹیاں اس پر حرام ہو جائیں گی جب کہ فرج داخل پر نظر نہ پڑے ہو اور اگر قصداً ایسا کرے تو سخت گناہ ہے مگر نماز و وضو جب بھی باطل نہ ہوں گے۔“

(فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ فیصل آباد ج ۱ ص ۷۵)



حیرت ہے کہ اس صاف اور صریح عبارت میں مذموم عزائم کے پیش نظر کس طرح کھلی خیانت سے کام لیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ "نظر جاڑے" اس کا واضح مطلب ہے کہ قصد و ارادہ کے بغیر نظر چرائے، قصد و ارادہ سے دیکھنے کا ذکر انہوں نے بعد میں صراحت کے ساتھ کیا ہے مگر یہ صاحب "دیکھنے میں کوئی حرج نہیں" کہہ کر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ قصد و دیکھنے کی بات ہو رہی ہے۔ پھر انہوں نے تعریج فرمادی کہ عورت کی مائیں بیٹیاں اس پرصرام ہو جائیں گی اور قصد الیسا کرے تو سخت گناہ ہے۔ اس کے باوجود امام احمد رضا بریلوی پرافتر کیا جا رہا ہے کہ ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے خالی اللہ المستثنیٰ۔

اب نگے ہاتھوں آپ بھی ان کا ایک مسکہ ملاحظہ کر لیں۔ دیوبندی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:-

"مسئلہ: کسی پر غسل فرض ہوا اور پردے کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے، اسی طرح عورت کو عورت کے سامنے بھی نہانا واجب ہے۔"

ابہشتی گو ہر حصہ یازدہم، ملک دین محمد، لاہور، ص ۱۱۱

اب اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ اگر پردے کی جگہ نہ ہونے کے سبب کوئی چادر ہاندھ کر نہائے یا دوسرے آدمی کو کہے کہ تو منہ دوسری طرف کر کے کھڑا ہو جا، تاکہ میں غسل کروں تو وہ واجب کاتارک ہو گا اور امامت و شہادت کے لائق نہ ہو گا۔

(۱۱) نماز میں حضور مخصوص کے تناد سے ازار بند ٹوٹ گیا۔

اعلیٰ حضرت کا تقوا سے بیان کرتے ہوئے ان کے ضعیفہ فرماتے ہیں المیزان احمد رضا نمبر ۲۳۱-۱

امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدۂ اخیر میں بعد تشہد "حرکت نفس" سے میرے انگوٹھے کا ازار بند ٹوٹ گیا تھا، چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں کو نہیں کہنا اور گھر جا کر بند درست کرنا کہ اپنی نماز احتیاطاً پھر پڑھ لی۔ (پمفلٹ)

اعتقادی دیوالیہ پن کی انتہاء اس سے بڑھ کر کیا ہوگی؟ ایسی خیانتوں پر تو تہذیب و شرافت بھی سرپیٹ کر رہ جاتی ہیں۔ انگوٹھا شیر وانی کی طرز کی ایک پوشاک کا نام ہے۔ مولوی فیروز الدین صاحب اردو کی مشہور لغات میں لکھتے ہیں:

"انگوٹھا (ان گر کھا) ایک قسم کا مردانہ لباس، قبا"

(فیروز لغات اردو، فیروز سنز، لاہور، ص ۱۳۲)

اور نفس (فاد کے فتح کے ساتھ) سانس کو کہتے ہیں، پاس النفس صوفیہ کی معروف اصطلاح ہے۔ ہوا یہ کہ سانس کی آمد و رفت سے قبا کاٹن یا بند ٹوٹ گیا، باوجودیکہ نماز تشہد پر لوہری ہو چکی تھی پھر بھی امام احمد رضا بریلوی نے احتیاطاً نماز دوبارہ پڑھ لی مگر کبریا ہو رہی تھی اور بڑی نیت کا کہ وہ کسی اور ہی چکر میں ہے۔ ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ یہ حضور مخصوص اور ازار بند کس لفظ کا معنی ہے؟

اگر آپ کو ایسی ہی شہوانی باتوں کا شوق ہے تو بہشتی زیور کا باب طب پڑھ لیجئے یا دیوبندی حکایات اولیاء کا مطالعہ کیجئے، آپ کے ذوق کی تسکین کا بہت سا سامان مل جائے گا، ذرا ملاحظہ کیجئے:

"مولانا (نانوتوی صاحب) بچوں سے ہنستے پرتے بھی تھے اور

جلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب جو اس وقت بالکل بچے

تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹپنی اتارتے، کبھی کر سہ کھول

دیتے تھے۔" (حکایات اولیاء، ص ۳۱۷)



حکایات اولیاء ص ۳۳۹ اور تذکرۃ الرشید المختار بحر العلوم، کراچی ۱۹۸۱ء  
ص ۲۸۹ کا مطالعہ کر لیجئے، آپ کو مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی صاحب کے  
روایط کا اندازہ ہو جائے گا۔ مجھے تو ان شرمناک حوالوں کے نقل کرنے سے بھی  
حجاب محسوس ہوتا ہے۔

(۱۲) اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر صحابہ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

مولانا کے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ  
کہنے سنا ہے کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

(وصایا بریلوی، ترتیب حسنین رضا ص ۲)  
علامہ اہل سنت معصوم نہیں کہ ان سے غلطی کا صدور ہی نہ ہو سکے اس کے  
سائق ہی ان کا خاصہ ہے کہ جب انہیں آگاہ کیا گیا تو انہوں نے توبہ اور رجوع کرنے  
میں عار محسوس نہیں کی بلکہ اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے اعلانیہ توبہ سے بھی گریز  
نہیں کیا جب کہ دیوبندی مکتب فکر کے علماء ہمیشہ اسے اپنی آنا کا مسکہ بنایا اور توبہ  
سے گریز کیا۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے مرتب مولانا محبوب علی خاں کی توبہ ذکر گزشتہ صفحات  
میں کیا جا چکا ہے۔ وصایا شریفیہ کے مرتب مولانا حسین رضا خاں کا بیان ملاحظہ ہو  
جو فخر خداوندی، مطبوعہ بمبئی ۱۳۵۵ھ اور ضمیمہ ایمان افروز و وصایا میں چھپ چکا  
ہے، انہوں نے فرمایا :-

”اس مضمون کا عنوان بیان غلط شائع ہو گیا ہے جس کی وجہ  
یہ ہے کہ کاتب ایک وہابی تھا اس کی وہابیت ظاہر ہونے پر اس کو  
نکال دیا گیا اور اسم کاموں میں میری مصروفیت و مشغولیت کے سبب  
یہ رسالہ بغیر تصحیح کے شائع ہو گیا۔“

اس عبارت یقینی :-

”زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے  
سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع سنت کو  
دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف  
آگیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے  
زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم تھے۔“

اس عبارت کو وہابی کاتب نے تحریف کر کے لکھ ڈالا مگر چونکہ  
میری غفلت و بے توجہی اس میں شامل ہے اس لئے میں مخالفوں کا  
احسان مانتے ہوتے کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا،  
(عدو شود سبب خیر اگر خدا خواہد) اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں  
اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ وصایا شریفیہ کے ص ۲ میں اس  
عبارت کو کاٹ کر عبارت مذکورہ بالا لکھیں، طبع آئندہ میں انشاء اللہ  
اس کی تصحیح کر دی جائیگی۔

(وصایا شریفیہ مع ضمیمہ، مولانا یسین اختر اعظمی، مکتبہ اشرفیہ مدینہ کے ص ۲۵)

مخالفین اس کے باوجود بار بار اس عبارت کا حوالہ دے رہے ہیں جس کا  
مطلب یہ ہے کہ وہ نہ تو خود اپنی کوتاہیوں پر توبہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی کسی کو  
توبہ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں، گویا ان کے نزدیک سوچ مغرب سے طلوع  
ہو چکا ہے اور توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔

(۱۳) اعلیٰ حضرت نے صدیق اکبر کی شان پائی۔

شاہ احمد نورانی محکمہ والد صاحب نے اعلیٰ حضرت کی تعریف کرتے ہوئے

فرمایا، سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۲۸ :



عیاں ہے شان صدیقی تہا لے صدق و تقویٰ سے  
کوں کیوں کر نہ اتنی جب کہ خیر الا تقیہ تم ہو  
(پہلے)

اس شعر کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امام احمد رضا بریلوی صدق و  
تقویٰ میں شان صدیقی کے منظر میں، یہ سراسر غلط بیانی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے صدیقی اکبر  
کی شان پائی۔

محمد جعفر نقاشی، سید احمد بریلوی کے دو غلیفوں مولوی عبدالحی صاحب  
اور مولوی اسماعیل صلی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"یہ دونوں بزرگ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی  
اللہ عنہما کی مانند آپ کے بار غار اور جاننا رکھتے"

(حیات سید احمد شہید، نفیس لکچری، کراچی، ۲۹۵۰)  
دونوں بزرگ توشیحین کر بہین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مانند ہوتے، خود  
سید صاحب کس کی مانند ہوتے، خود ہی سوچ لیں۔

یہی نقاشی صاحب، سید صاحب کی شان میں ایک قصیدہ نقل کرتے  
ہیں جس میں یہ اشعار بھی ہیں :-

صدق میں ثانی انہیں کی مانند توی

جدا و جہد میں اسلام کے ثانی عمر

شرم میں حضرت عثمان سا جوں بھر جیا

اور صف جنگ میں ہم طرز علی صفدر

(سوال مذکورہ، ص ۱۶۳)

کہہ دیجئے کہ ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ سید صاحب نے خلفائے راشدین کی شان پائی ہے۔

مولوی احمد رضا بریلوی صاحب کی وفات کے بعد مولوی محمد حسن صاحب کا  
مرثیہ پڑھئے، صاف معلوم ہوا کہ مولانا اور مولانا موم کے مراتب کس طرح ملے  
کئے گئے ہیں، چند اشعار ان کے جاتے ہیں :-

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس سبجانی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(مرثیہ، مطبع بلالی ساڈھورہ، ص ۳۳)

انصاف سے بتائیے کہ کیا یہ کلمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جانچ  
نہیں ہے؟ :-

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید مہود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (ص ۱۷)

جس کے کالے کلوٹے غلاموں کا لقب یوسف ثانی ہوا اس کے گورے  
چٹے غلاموں اور خود اس کا کیا مقام ہوگا؟ کیا یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہ  
میں گستاخی نہیں ہے؟ :-

وفات مقرر عالم کا نقشہ آپ کی رحلت  
وہ نقی صدیق اور فاروق کچھ کہتے عجبت ہے  
نقعی مہی گر نظیر مہستی محبوب سبحانی  
شہادت نے تجھ میں قدوسی کی گر ٹھانی

(ص ۱۷)

قسم ہے آپ کو رب ذوالجلال کی! انصاف و دیانت سے بتائیے کہ گنگوہی صاحب  
کو صاف لفظوں میں صدیق اور فاروق نہیں کہا گیا؟ جب انسان دین اور دیانت  
کو خیر باد کہہ دیتا ہے تو اسے دوسرے کی آنکھ کا تشکا نظر آتا ہے، اپنی آنکھ کا شہیر نظر  
نہیں آتا۔

مدرسہ دیوبند کے مدرس اول مولوی محمد حسن صاحب نے مولوی محمد قاسم نانوتوی



اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں ایک اور قصیدہ لکھا ہے اس کے چند اشعار  
ملاحظہ ہوں جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا دل لرز اٹھتے ہے

سامربان زمانہ سے بچپ یادیں کو میں تو کہتا ہوں کہ میں ہی عمران دونوں  
(قصیدہ ہجیرہ: بلالی پریس ساڈھورہ، ص ۱)

قاسم خیر رشید احمد و نشان دونوں ہیں سچائے زمانہ یوسف کنعاں دونوں (ص ۱)  
دیکھیں کس جرأت اور بے باکی سے دونوں کو موسیٰ عمران میسجائے زمانہ  
اور یوسف کنعاں کہا جا رہا ہے، نعوذ باللہ تعالیٰ من ذلک۔

اسی پریس نہیں یہاں تک کہ دیا ہے  
وہ تناسب کہ تھا مابین خلیل و قائم

رکھتے عیسیٰ سے میں ہمدی دوران دونوں (ص ۱)

یعنی یہ دونوں ہمدی دوران ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہیں اور جو تناسب میدنا  
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور قائم الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان تھا  
وہی ان دونوں کے درمیان ہے، دل تقام کرتا ہے کہ ان اشعار کو گستاخی کے کس  
درجہ میں قرار دیں گے؟

۱۵-۱۴ آخر میں تجانب اہل سنت اور مسلم لیگ کی زبیں بخیروری کے  
حوالے سے علامہ اقبال اور قائد اعظم کے بارے میں چند عبارات نقل کر کے اپنا دل  
ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی گئی ہے حالانکہ یہ کتابیں چند حضرات کی ذاتی و انفرادی رائے  
پر مبنی ہیں، جمہور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، چند افراد کی  
ذاتی رائے کی ذمہ داری پوری جماعت پر نہیں ڈالی جاسکتی۔

غزالی زمانہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی مدظلہ اپنے ایک مکتوب تحسیر پر کردہ  
۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں تحریر فرماتے ہیں :-

”تجانب اہل سنت کسی بلکہ کسی اور مذہب کے خلاف  
قطعاً قابل اعتقاد نہیں ہے۔ بلکہ اہل سنت کے خلاف ہے۔ اس کا نام دہلی  
کرنا قطعاً غلط اور جہاد کا نام دہلی اس کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔  
سالہا سال سے یہ وضاحت اہل سنت کی طرف سے ہو چکی ہے کہ ہم اس کے  
کسی حوالہ کے ذمہ دار نہیں“ سید احمد سعید کاظمی

یاد رہے کہ یہ بعض حضرات اگر مسلم لیگ سے اختلاف رکھتے تھے تو انہیں  
کاٹھکریس سے بھی کوئی سہمہ داری نہ تھی بلکہ کاٹھکریس کے بھی شدید ترین مخالف تھے اس کے  
برعکس علماء دیوبند کی اکثریت نہ صرف مسلم لیگ کی مخالف تھی بلکہ کاٹھکریس کی کٹر حامی  
تھی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ اکابر تحریک پاکستان از تجانب سید محمد فاروقی قادری  
اور تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء از چوہدری حبیب احمد اور علامہ اقبال در پاکستان  
از تجانب راجہ رشید محمود۔

جہاں تک علماء اہل سنت کا تعلق ہے انہوں نے من حیث الجماعت  
تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دی  
تھیں اور آل انڈیائی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء، تحریک پاکستان کے لئے سبیل  
کی حیثیت رکھتی ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

خطبات آل انڈیائی کانفرنس  
تحریک آل ہند اور السواد الاعظم  
اکابر تحریک پاکستان دو جلد  
مولانا جلال الدین قادری  
پروفیسر محمد سعید احمد  
محمد صادق قصوری



# تاریخ نجد و حجاز

مفتی محمد عبد القیوم قادری

- عظیم اسلامی سلطنت ترکی کا خاتمہ کیوں اور کیسے ہوا؟
- ابن عبد الوہاب نجدی اور لارنس آف عرب کیا کون تھے
- عرب قوم کا فتنہ اور اس کے محرکات؟
- امریکہ، برطانیہ اور دیگر غیر مسلم دشمن طاقتوں نے ترکوں کے اقتدار کو ختم کرنے میں کیا کردار ادا کیا؟
- یہ اور بہت سے تاریخی حقائق بے نقاب
- محققین، مورخین، علماء، طلباء کیلئے اس صدی کا
- عظیم تاریخی شاہکار۔ تاریخ نجد و حجاز قیمت - ۴۲/-

علمائے دیوبند کی ستا خانہ عبادت  
کا اہم عوامی عدالت میں

## دعوتِ شکر

۱۲/-

محمد منشاہد بخش قصوی

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون بومباری دروازہ لاہور